Elmul Balaghat : Tareef aur Tauzeeh

B.A Urdu (Hons), part-iii, paper-viii

Lcture 1

بلاغت کے لغوی معنی 'تیز زبانی' کے ہیں لیکن معنی میں بلاغت کے تصور کو ابھارنے سے قاصر ہے۔ دراصل اس کا مفہوم یہ ہے کہ کلام دوسروں تک مرتبۂ کمال کے ساتھ پہنچ جائے۔ بلاغت کو کبھی کبھی علم بھی کہا گیا ہے۔ لیکن جدید تصور یہ ہے کہ بعض علوم بلاغت تک رسائی میں مدد تو پہنچا سکتے ہیں لیکن فی نفسہ یہ علم نہیں ہے۔ اس لیے کلامِ بلیغ کے لیے اصول اور ضابطے مرتب نہیں کیے جا سکتے۔ ہاں بلاغت ایک تصور ضرور ہے۔ اور تصور کی شناخت ضابطوں سے نہیں بلکہ ذوق سے ممکن ہے۔ چنانچہ کلام بلیغ خالق کے تصور اور ذوق کی نمود سے پیدا ہوتا ہے۔

جیسا کہ پہلے کہا گیا کہ بلاغت علم نہیں تصور ہے، اس لیے اس باب چند وضاحتیں ضروری معلوم ہوتی ہیں۔ کلام کی تخلیق یا ترتیب لفظوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اسی لیے بلاغت کے حصول کا سارا بوجھ الفاظ پر ہی ہے۔ کلام کرنے والا کلام کس طرح کرے کہ انہیں درجۂ کمال ہو سکے۔ ظاہر ہے کہ جب الفاظ میں طاقت ہوگی جب ہی وہ عام سطح سے الگ ہو سکیں گے۔ فن کار بڑی چابکدستی سے لفظوں میں زور اور طاقت بخش دیتا ہے۔ اس طرح شاعری میں جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں وہ یقینی جانے پہچانے ہوتے ہیں لیکن خالق ان میں نئی توانائی بخش دیتا ہے۔ اس طرح کہ وہ عام سطح سے بلند ہو جاتے ہیں اور ایک معیاری صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہی مرتبۂ کمال ہے جس کا حصول آسان نہیں۔ بلاغت کی تعریف تب تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ فصاحت کا بلاغت کے ساتھ رشتہ اس کی تعریف نہ بیان کر دی جائے۔

فصاحت کی عمومی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ لفظ میں جو حرف آئیں ان میں تنافر نہ ہو۔ الفاظ ناموس نہ ہوں اور قواعد حرفی کے خلاف نہ ہوں۔ دراصل مستند اہلِ زبان کی سند ہی کسی لفظ کو فصاحت کا عتبار دے سکتی

ہے۔ گویا لفظ کو ایک مخصوص اعتبار اور معیار سے دیکھنا فصاحت کا عمل ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فصاحت سے مراد یہ ہے کہ لفظ ے، محاورے یا فقرے جس طرح مستند اہلِ زبان بولتے یا لکھتے ہیں۔ لہذا فصاحت کا تصور زیادہ تر سماعی ہے۔ اس بنیاد روزمرہ اہلِ زبان پر ہے جو بدلتا بھی رہتا ہے۔ اس لیے فصاحت کے بارے میں کوئی دلیل لانا یا اصول قائم کرنا تقریباً ناممکن ہے۔

نوٹ: اس موضوع پر مزید گفتگو دوسرے لیکچر میں ہوگی۔

Dr. H M Imran

Deptt. of Urdu,

S S College, Jehanabad

Contact: 9868606178

imran305@gmail.com